عرفان صدیقی

ناموس رسالت ﷺ

جنرل حمید گل نے ٹیلی فون پر ادھر ادھر کی گفتگو کے دوران چلتے چلاتے ایک جملہ کہا.....
''تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک طاقتور قوم اسلحہ کے زور پر دوسروں کے عقائد و نظریات بدلنے کے درپے ہے''۔ جنرل صاحب نے اور بھی بہت کچھ کہا لیکن یہ جملہ میرے جگر میں تیر کی طرح ترازو ہو چکا ہے۔

پاکستان' اسلام کے توانا اور لافانی نظریے کی اساس پر قائم ہونے والی واحد ریاست ہے۔ اس کی تخلیق کسی سیاسی' یا جغرافیائی حادثے کے باعث نہیں' اس نظریے کی بنیاد پر ہوئی کہ اسلام اپنے خمیر' اپنی روح' اپنے عقائد' اپنے تصور تہذیب و تمدن اور اپنے فلسفہ حیات کے اعتبار سے ایسی انفرادیت کا حامل ہے جو کسی دوسرے نظام فکر و عمل کی بالادستی قبول نہیں کر سکتی۔ یہی سوچ دو قومی نظریے کے قالب میں ڈھلی اور پاکستان وجود میں آیا۔ برصغیر کے مسلمانوں اور خود تحریک پاکستان کے قافلہ سالار قائداعظم محمد علی جناح کو اس میں کوئی شک و شبہ نہ تھا کہ پاکستان اسلامی نظریے کی کارفرمائی کے سبب ایک جدید اسلامی ریاست کے طور پر امت مسلمہ کی ہمرکابی یا قافلہ سالاری کرے گا۔ یہی احساس ایک آتش فشاں جذبے اور جذبہ دیوانگی عشق میں ڈھلا اور ایک خواب نے تعبیر کی شکل پائی۔ اگر سیکولر ازم' لبرل ازم' تجدد پسندی' بے مہار روشن خیالی' بے لگام آزاد روی اور بے کنار عیش کوشی کا وہ تصور پیش نظر ہوتا جس کی تلقین آج کل کی جا رہی ہے تو تحریک پاکستان کا قافلہ سخت جاں آمادہ سفر ہی نہ ہو پاتا اور اگر چل بھی پڑتا تو راستے کی بھول بھلیوں میں کھو جاتا کہ یہ ساری ''نعمتیں'' برطانوی ہند اور غالباً ہندو کے زیر تسلط ہند میں بھی میسر آ جاتیں۔ جب علامہ اقبال نے ایک آزاد اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا' جب قائداعظم نے مسلمانان ہند کو آواز دی اور جب بکھرے ہوئے لوگ اس پکار کے پرچم تلے جمع ہونے لگے تو ان میں سے ہر ایک کا ذہن اور ہر ایک کا دل ایک ہی خیال اور ایک ہی جذبے سے ہمکنار تھا ''سیکولر ازم'' کی منزل مقصود کے لیے قربانیوں کی ایسی لازوال تاریخ لکھی ہی نہیں جا سکتی تھی جو برصغیر کے مسلمانوں نے راہ آزادی کے ایک ایک سنگ میل پر رقم کی۔

پاکستان کے عوام نے تاریخ کے اس شعوری تصور کو ہمیشہ جوان رکھا۔ حکمرانوں نے اپنی مصلحتوں کی غرض سے جب کبھی اجتماعی قومی ضمیر سے چھیڑ چھاڑ کی یا پاکستان کی نظریاتی اساس کو سیکولر ازم کا جامۂ زیبا پہنانے کی کوشش کی' قوم نے اپنا بھرپور دفاع کیا۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ یا عالم اسلام کا معتبر نمائندہ ہونے کا اعزاز محض ہماری ایٹمی صلاحیت کے باعث نہیں' پاکستانی عوام کے لیے بے پناہ اخلاص اور عالم اسلام سے گہری جذباتی وابستگی کے باعث حاصل ہوا۔

7 اکتوبر کے بعد افغانستان میں جو قیامت بپا ہوئی اور ہم کو جس طرح ایک ناپسندیدہ اور مسلمہ قومی دھارے سے متضاد رویئے پر آمادہ ہونا پڑا' اس کا قلق ہر دل میں ہے۔ بہت کچھ ہو جانے کے باوجود افق پر ابھی تک گہری دھند چھائی ہوئی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہمارا رخ کدھر ہے؟ منزل کہاں ہے اور قدم کدھر کو اٹھ رہے ہیں۔ پیٹھ پر مسلسل تازیانہ برس رہا ہے اور ہم بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

طالبان کے خلاف ہمارا کندھا استعمال کرنے کے بعد اگر امریکہ اپنے قدم روک لیتا' ہماری خالی تجوری میں کچھ سکے ڈال کر' صدر مشرف کو مؤدبانہ سلام کر کے رخصت ہو جاتا تو بہت اچھا ہوتا لیکن وہ موجود ہے اور اس انداز سے موجود ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کی نقش گری کے لیے ہماری سرزمین کو ہی مرکز ومحور بنا لیا ہے۔ وہ زبان سے کچھ بھی کہے' اندر سے اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ ''دہشت گردی'' یا ''اسلامی عسکریت'' کے سارے سوتے اسی سرچشمے سے پھوٹتے ہیں۔ لہٰذا جب تک پاکستان کے ''نظریۂ اسلام'' کو ایمان' یقین' عزم' خودی' حمیت' اسلامی اخوت' احساس تفاخر اور تصور ملت سے محروم کر کے محض رسمی عقائد اور بے روح عبادات تک محدود نہیں کر دیا جاتا۔ اس وقت تک اس آتش خاموش میں چنگاریاں سلگتی رہیں گی۔ جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے' وہ کوئی سرسری اور معمولی حادثہ نہیں۔ اس کا مقصد ہماری روح پر نشتر چلانا' ہمارے نظریاتی شعور کی جڑیں کاٹنا' ہمارے ایمان و یقین کی بنیادیں ہلانا اور ہمارے اعتقادات کے قلعوں میں دراڑیں ڈالنا ہے۔ امریکہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ وہ پاکستان کی کسی بھی فصیل پر کمند ڈال سکتا ہے۔ طالبان کا لہو پینے کے بعد وہ پاکستان کے اساسی نظریئے اور اسلامی تشخص کو لقمہ بنانا چاہتا ہے۔

صدر مشرف کے دورۂ امریکہ کے دوران کانگریس میں ''ناموس رسالتؐ'' قانون کو ختم کرنے کے بارے میں قرارداد کا محرک کوئی بھی ہو' اس کے پس منظر میں یہی سوچ کارفرما ہے کہ مجبوریوں کی زنجیروں میں جکڑے' افلاس زدہ اور ہر خدمت پر آمادہ پاکستان کو اب کسی بھی چوکھٹ پر جھکایا جا سکتا ہے۔

امریکہ کو بتا دیا جائے کہ یہ معاملہ ذرا نازک ہے۔ اسے اسامہ بن لادن اور ملا عمر سے خلط ملط نہ کیا جائے۔ ختم نبوت کا عقیدہ دینِ اسلام کی اساس ہے جسے علامہ اقبالؒ نے دین مصطفیؐ کے ناموس کا نام دیا ہے۔

لا نبی بعدی ز احسانِ خداست

پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

اگر ہماری تنصیبات کو اپنے عزائم کے لیے استعمال کرنے والوں کا خیال ہے کہ وہ ہمارے دلوں کے رن ویز پر بھی اپنی مکروہات کے طیارے دوڑا سکتے ہیں تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ ایسا سوچنے والوں کو اس امر کا اندازہ ہی نہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان کا خاتم النبیینؐ سے کیا رشتہ ہے اور اس مقدس رشتے کے لیے وہ کیا کچھ قربان کر سکتا ہے۔

امریکہ ہمارے دلوں پر ایسا گہرا گھاؤ لگانے کا تصور بھی نہ کرے۔